تفسیرِ عثمانی

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اضافۂ عنوانات و تشکیلِ جدید

جناب محمد ولی رازی صاحب

ولد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

تفسیر عثمانی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

تفسیرِ عثمانی

جلد دوم

پارہ ۱۱ تا ۲۰

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اضافۂ عنوانات وتشکیلِ جدید

جناب محمد ولی رازی صاحب ولد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

نام کتاب : تفسیر عثمانی مع اضافہ تفسیری عنوانات
تالیف : علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ
عنوانات جدیدہ : جناب مولانا محمد ولی رازی ابن مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
باہتمام اوّل : حافظ فضل الرحیم
باہتمام ثانی : خلیل اشرف عثمانی
تعداد اشاعت : ۵۰۰
سن اشاعت : محرم ۱۴۲۸ھ ہجری فروری ۲۰۰۷ء
مطبع : اطہر پریس
ناشر : دارالاشاعت کراچی

﴿.......ملنے کے پتے.........﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ اور امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ط

اور بولا | سوار ہو جاؤ اس میں | اللہ کے نام سے ہے | اُس کا چلنا | اور ٹھہرنا

اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ

تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ﴿۱﴾ | اور وہ لیے جارہی تھی اُن کو | لہروں میں

كَالْجِبَالِ قف وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ

جیسے پہاڑ | اور پکارا نوح نے | اپنے بیٹے کو | اور وہ ہو رہا تھا کنارے

يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

اے بیٹے | سوار ہو جا ساتھ ہمارے | اور مت رہ | ساتھ کافروں کے ﴿۲﴾

قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ط قَالَ

بولا | جا لگوں گا | کسی پہاڑ کو | جو بچا لے گا مجھ کو پانی سے ﴿۳﴾ | کہا

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج وَحَالَ

کوئی بچانے والا نہیں آج | اللہ کے حکم سے | مگر جس پر وہی رحم کرے | اور حائل ہو گئی

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ

دونوں میں موج | پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ﴿۴﴾ | اور حکم آیا | اے زمین

ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ

نگل جا | اپنا پانی | اور اے آسمان | تھم جا | اور سکھا دیا گیا پانی | اور ہو چکا

الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

کام | اور کشتی ٹھہری | جودی پہاڑ پر | اور حکم ہوا | کہ دور ہو قوم

حفص بفتح المیم وامالۃ الراء ۱۲

۱ **سوار ہونے کی دُعا** نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ بنامِ خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ، کچھ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب خدا کے اذن وحکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے۔ غرقابی کا کوئی اندیشہ نہیں۔ میرا پروردگار مومنین کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت اتارے گا۔ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے وقت ''بسم اللہ'' کہنا چاہئے۔

۲ **حضرت نوح کا اپنے بیٹے کو سمجھانا** یعنی کشتی پہاڑ جیسی موجوں کو چیرتی پھاڑتی بے خوف و خطر چلی جا رہی تھی۔ سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے ''یام'' (کنعان) کو جو اپنے باپ بھائی وغیرہ سارے کنبہ سے کنارے ہو کر کافروں کی صحبت میں تھا، آواز دی کہ ان بدبخت کافروں کی معیت چھوڑ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا! تا اس مصیبتِ عظمیٰ سے نجات پا سکے۔ (تنبیہ) یا تو نوح علیہ السلام اسے مومن خیال کرتے تھے، اس لئے آواز دی خواہ واقعہ میں مومن نہ ہو یا کافر جانتے ہوں مگر یہ توقع ہوگی کہ ان ہولناک نشانات کو دیکھ کر مسلمان ہو جائے گا۔ یا ''وَاَھلَکَ'' کے عموم میں داخل سمجھ کر شفقتِ پدری کے جوش سے ایسا کیا ہو، اور ''اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡهِ الۡقَوۡلُ'' کو مجمل ہونے کی وجہ سے اس پر منطبق نہ سمجھتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

۳ وہ اپنے جہل وغباوت سے ابھی یہ خیال کر رہا تھا کہ جس طرح معمولی سیلابوں میں بعض اوقات کسی بلندی پر چڑھ کر آدمی جان بچا لیتا ہے، میں بھی کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔

۴ یعنی کس خبط میں پڑا ہے۔ یہ معمولی سیلاب نہیں۔ عذابِ الٰہی کا طوفان ہے۔ پہاڑ کی کیا حقیقت کوئی چیز آج عذاب سے نہیں بچا سکتی ہاں خدا ہی کسی پر رحم کرے تو بچ سکتا ہے مگر اس ہنگامہ دار و گیر اور مقامِ انتقام میں کٹر مجرموں پر رحم کیسا؟ باپ بیٹے کی یہ گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ پانی کی ایک موج نے درمیان میں حائل ہو کر ہمیشہ کے لئے دونوں کو جدا کر دیا۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ

ظالم ◆١◆ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو کہا اے رب میرا بیٹا ہے

مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا

الْحٰكِمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ

حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے

عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

کام ہیں خراب سومت پوچھ (طلب کر) مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں

اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ

میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ◆٢◆ بولا اے رب

اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں (مانگوں) تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو ◆٣◆

وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾

اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ◆٤◆

◆١◆ **طوفان اور اسکا خاتمہ** ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں چھپ گئیں۔ اصحاب سفینہ کے سوا تمام لوگ جن کے حق میں نوح علیہ السلام نے دعاء کی تھی "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا" (نوح، رکوع ۲) غرق ہو گئے۔ اس وقت خداوند قدوس نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا! اور بادل کو فرمایا کہ تھم جا! پھر کیا مجال تھی کہ دونوں اس کے امتثال حکم میں ایک لمحہ کی تاخیر کرتے۔ چنانچہ پانی خشک ہونا شروع ہو گیا۔ کشتی "جودی" پہاڑ پر جا لگی جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا۔ اور جو کام خدا نے چاہا (یعنی مجرمین کو سزا دینا) وہ پورا ہو چکا۔ ظالموں کے حق میں کہہ دیا گیا کہ خدا کی رحمت سے دور ہو کر ہمیشہ کے لئے مصیبت و ہلاکت کے غار میں پڑے رہو۔ **تنبیہ** اس میں اختلاف ہے کہ "طوفانِ نوح" تمام دنیا میں آیا یا خاص ملکوں میں۔ اس کے فیصلہ کا یہاں موقع نہیں۔ مگر یاد

رہے کہ ''دائرۃ المعارف'' میں بعض محققینِ یورپ کے ایسے اقوال و دلائل نقل کئے ہیں جو عموم طوفان کی تائید کرتے ہیں۔ جو لوگ عام طوفان کے قائل ہیں، ان میں سے اکثر کے نزدیک موجودہ دنیا کے کل انسان نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں ''سام''، ''حام''، ''یافث'' کی اولاد ہیں۔ ''وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ'' طوفان سے جو بچے اور حیوانات ہلاک ہوئے، ان کا ہلاک بطور تعذیب نہ تھا بلکہ جیسے خدا دوسرے اسباب طبعیہ کے ذریعہ سے ان پر موت وارد کرتا ہے اور وہ ظلم نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہاں ان کی موت اس ذریعہ سے واقع ہوئی آخر اب بھی جو سیلاب اور طوفان آتے ہیں ان میں کتنے جانور اور بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

◆ **اپنے بیٹے کے بارے میں حضرت نوح کی دُعا کے اسباب** | نوح علیہ السلام نے یہ کس وقت عرض کیا، کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد، دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو اس کی منافقانہ اوضاع و اطوار دیکھ کر غلط فہمی سے مومن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں یہ گذارش کی۔ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی اضطرابی کیفیت کا اظہار اور خدا سے کہہ کر اس کے بچاؤ کا انتظام کرنا تھا۔ اور اگر غرقابی کے بعد یہ گفتگو ہوئی تو محض معاملہ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے اپنا خلجان یا اشکال پیش کیا۔ یعنی خداوندا! تو نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کنعان مومن ہونے کی وجہ سے ''اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ'' کے استثناء میں بظاہر داخل نہیں۔ پھر اسکی غرقابی کا راز کیا ہے؟ بلاشبہ آپ کا وعدہ سچا ہے۔ کسی کو یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ معاذ اللہ وعدہ خلافی کی ہو۔ آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہ مطلق ہیں۔ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کسی کو حق نہیں کہ آپ کے فیصلہ کے سامنے دم مار سکے، یا آپ کو وعدہ خلافی پر مجبور کر دے، نہ کسی کا یہ منصب ہے کہ آپ کے حکم ناطق کے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی کر سکے۔ فقط قلبی اطمینان کے لئے بطریق استعلام و استفسار اس واقعہ کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جواب ملا یہ ان گھر والوں میں سے نہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا۔ بلکہ ''اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ'' میں شامل ہے۔ کیونکہ اسکے عمل خراب ہیں۔ تم کو اسکے کفر و شرک کی خبر نہیں۔ مقام تعجب ہے کہ پیغمبرانہ فراست کی روشنی میں صریح آثار کفر کے باوجود ایک کافر کا حال مشتبہ رہے۔ جس شخص کا واقعی حال تمہیں معلوم نہیں اس کے بارہ میں ہم سے ایسی نامناسب رعایت یا اس طرح کی کیفیت مت طلب کرو۔ مقربین کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے ادب ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔ آیت کی یہ تقریر اس صورت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کنعان کو مومن سمجھتے ہوں اور اگر کافر سمجھتے تھے تو شاید اس درخواست یا سوال کا منشاء یہ ہو کہ ''انجاء'' کے ذکر میں ''اہل'' کو چونکہ عام مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا، اس سے نوح علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ میرے اہل کو اس دنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایمان شرط نہیں اور ''اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ'' مجمل تھا۔ اس لئے اس کے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے۔ بناءً علیہ شفقت پدری کے جوش میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں داخل ہے جسکے بچانے کا آپ وعدہ فرما چکے ہیں پھر یہ کیوں غرق کیا جا رہا ہے یا غرق کر دیا گیا۔ جواب ملا کہ تمہارا پہلا ہی مقدمہ (اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ) غلط ہے۔ جس اہل کے بچانے کا وعدہ تھا اس میں یہ داخل نہیں۔ کیونکہ اس کے کرتوت بہت خراب ہیں نیز ''اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ'' کے مصداق کا تم کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ پھر جس چیز کا علم تم نہیں رکھتے اس کی نسبت ایسے محاجہ کے رنگ میں سوال یا درخواست کرنا تمہارے لئے زیبا نہیں۔

◆ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ''آدمی وہی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو۔ لیکن مرضی معلوم ہونی چاہئے۔ یہ کام جاہل کا ہے کہ بڑے کی مرضی پوچھنے کی نہ دیکھے، پھر پوچھے۔'' مرضی کیوں نہ تھی؟ ''اسے ہم فائدہ گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔

◆ **حضرت نوح کی توبہ** | حضرت نوح کانپ اٹھے اور توبہ کی، لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے۔ بندہ کو کیا مقدور ہے۔ چاہئے اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو اور دل میں عزم نہ کرنے کا رکھے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور یونس علیہ السلام وغیرہ کی توبہ کے جو الفاظ قرآن میں نقل ہوئے ہیں ان میں یہی ادب ملحوظ رہا ہے۔